بدعت حسنہ کا ثبوت



تصنیف لطیف

حُضور فیض ملّت مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح

مُفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

بدعتِ حسنہ کا ثبوت

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی **محمد فیض احمد اُویسی رضوی** محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کی تصحیح کر لی جائے۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ

فقیر اپنے دور میں دیکھ رہاہے کہ دیوبندی وہابی اہل سنت کو بات بات پر شرک وبدعتی کہہ دیتے ہیں۔ فقیر اہل سنت سے گزارش کرتا ہے کہ مخالفین کے اس فتویٰ سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ خوش ہونا چاہیے کیونکہ منافقین نے حضور نبی پاک ﷺ کو مشرک اور کافروں نے آپ کو بدعتی کہا(تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "کیا سنی مسلمان مشرک ہیں؟")الحمدللہ ہم پر یہ فتویٰ لگا تو ہمیں اپنے نبی پاک ﷺ کی سنت نصیب ہوئی اور دیوبندیوں وہابیوں کو منافقین و مشرکین کی وراثت ملی۔

قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

اس رسالہ میں فقیر ثابت کریگا کہ بدعت بُری نہیں بلکہ بہت سی بدعات اچھی بھی ہیں جنہیں بدعات شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں بدعتِ حسنہ کہا جاتاہے اور جو لوگ ہمیں بدعتی کہتے ہیں وہ بھی ان بدعاتِ حسنہ کے عامل ہیں اسی لئے اس رسالہ کانام ہی "بدعتِ حسنہ کا ثبوت" ہے۔

وماتوفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ وآصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۱۹ذوالحجہ ۱۴۳۲ھ

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ، وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمْ

یہ رسالہ عوام اہل اسلام کی اس غلط فہمی کے ازالہ کے ارادہ پر لکھا کہ دیوبندی وہابی اہل سنت کے اکثر عقائد و مسائل اور معمولات و مراسم پر بدعات کا فتویٰ لگا کر عوامِ اہل سنت سے متنفر کرتے ہیں پھر اس کی آڑ میں جتنی احادیث بدعت کی مذمت میں وارد ہیں فر فر کر کے پڑھتے ہیں تو عوام گھبرا جاتے ہیں بلکہ خطرہ میں پڑ جاتے ہیں کہ شاید یہ روایات صرف اور صرف اہل سنت کے خلاف وارد ہیں حالانکہ وہ روایات جو بدعت کی مذمت میں ہیں ان سے بدعت سیئہ (اعتقاداً) مراد ہے جس کے متعلق علمائے اہل سنت نے بیسیوں تصانیف لکھیں لیکن یہ فرقہ اپنی ضد کا پکا ہے کہ سینکڑوں بدعات کے خود مرتکب ہیں اور وہ بدعات ہیں بھی بلکہ واجب ہے لیکن ہیرا پھیری کر کے انہیں جائز بلکہ تاویلیں گھڑ کر اپنی بیان کردہ بدعات کا ثواب حج کے ثواب کے ساتھ جا کر ملائینگے۔ فقیر اس رسالہ میں صرف اور صرف قرآن و احادیث اور فقہاء کرام کی عبارات سے ثابت کریگا کہ اسلام میں بدعت حسنہ مستحسن امر ہے اس پر لفظ بدعت کا اطلاق لفظ ہے اور اس لفظی بدعت سے ہٹ کر نئی ایجاد اور اس پر امید ثواب کا طریقہ کار دورِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا۔ اس رسالہ کا نام "بدعتِ حسنہ کا ثبوت" رکھا۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبه الکریم الامین وعلیٰ آله واصحابه اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۱۹ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ

بدعت کے لغوی اور شرعی معنیٰ

علامہ نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

الْبِدْعَةُ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَبَقَ، وَفِي الشَّرْعِ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

یعنی لغت میں ہر اس چیز پر جس کی مثال پہلے نہ ہو عمل کرنے کا نام بدعت ہے اور شرع میں بدعت اس چیز کے شروع کرنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہ تھی۔

یہ مطلق بدعت کی تعریف ہے اور بدعت مطلقاً قبیح ہے نہ حرام۔ اگر مطلقاً قبیح ہو تو

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جماعت کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھنے کو "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ" [2] (یہ بدعت اچھی ہے) نہ فرماتے۔

(۲) جمعہ کے دن اذانِ ثانی جو حضور اکرم ﷺ کے عہد شریف میں نہ تھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے عہد میں جاری نہ فرماتے حالانکہ عہد عثمانی سے لے کر آج تک اسی بدعت پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔

(۳) حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں قرآن شریف پر اعراب۔

(۴) سورتوں۔

(۵) رکوعات کے نشان بھی نہ تھے۔ حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کے لئے قرآن شریف پر اعرب لگوائے اور سورتوں نیز رکوعات۔

(۶) پاروں کے الگ الگ نشان بنوائے تاکہ اہل عجم کے واسطے اس کا پڑھنا آسان ہو۔

(۷) دینی مدارس کا جاری کرنا۔

(۸) تعلیم کا نصاب جو آج کل رائج ہے۔

(۹) کتب حدیث کا ہیئت کذائیہ تدوین و جمع ہونا ایسی بدعات و محدثات ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھیں مگر کسی عالم نے ان چیزوں کے نافع اور مفید ہونے سے انکار نہیں کیا۔ اس لئے بدعت کے بعض افراد محمود ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے بدعت کو بدعتِ حسنہ کی طرف منقسم کیا ہے۔

---

[1] (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، 223/1، الحديث: 141، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[2] (شعب الإيمان، كتاب الصلاة، باب: قيام شهر رمضان، 549/4، الحديث: 2999، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الطبعة: الأولى، 1423 هـ 2003 م)

(السنن الصغير للبيهقي، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، 294/1، الحديث: 816، جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي-باكستان، الطبعة: الأولى، 1410هـ 1989م)

(موطأ مالك برواية محمد بن الحسن الشيباني، أبواب الصلاة، باب: قيام شهر رمضان وما فيه من الفضل، 91/1، الحديث: 241، المكتبة العلمية، الطبعة: الثانية)

(۱۰) بلکہ حضور اکرم ﷺ سے بھی بدعت کی یہ دو قسمیں مستفاد ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا:

من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الإثم مثل آثام من عمل بها لا ينقص من أوزارهم شيئا [3]

یعنی جس شخص نے گمراہی کی بدعت نکالی اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہیں اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا عاملین کے گناہوں سے کچھ کم بھی نہ ہوگا۔

(۱۱) ملا علی قاری اسی حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں کہ بدعت کو ضلالت کی قید سے مقید کرنا واضح کرتا ہے کہ بدعتِ حسنہ اس میں داخل نہیں۔ [4]

(۱۲) فتح المبین میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہے جو کتاب وسنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعتِ سیئہ ہے۔ دوسری بدعت وہ ہے کہ کوئی نیک کام ہی کیا جائے لیکن وہ کتاب وسنت اور اثر و اجماع کے خلاف نہ ہو وہ بدعتِ حسنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیامِ رمضان کے متعلق "نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ" اسی واسطے فرمایا ہے۔ [5]

(۱۳) حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ اپنی کتاب کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں "ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اس کو ترک کر دیا جائے بلکہ بہت سی بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلافِ سنت ہو"۔ [6]

علامہ احمد بن شیخ حجازی نے مجالس السنیہ علی الاربعین النوویہ میں لکھا ہے:

قسم ابن عبد السلام الحوادث الى الاحكام الخمسة فقال البدعة فعل مالم يعهد ن عهد رسول الله ﷺ واحاهى واجبة كتعليم النحو وغريب الكتاب والسنة ونحوها مما يتوقف فهم الشريعة عليه ومحرمة كمذهب القدرية والجبرية والمجسمة اومندوبة كاحداث الربط والمدارس وبناء القناطير وكل احسان لم يعهد فى العصر الاول او مكروهة كمزخرفة المساجد وتزويق المصاحف او مباحة كالمصافحة عقب صلوة الصبح والعصر والتوسع فى المأكل والمشرب والملبس وغير ذلك [7]

یعنی ابن عبد السلام نے حوادث یعنی نئی چیزوں کو پانچ احکام کی طرف تقسیم کیا اور کہا جو فعل رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نہیں ہوا وہ بدعت ہے اور یا وہ واجب ہے مثل علم نحو کے پڑھنے اور کتاب وسنت کے عجوبہ اور نادر مسائل کے حاصل کرنے کے جن پر شریعت کا فہم موقوف ہے یا حرام ہے مثل قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ کے مذہب کے یا مستحب ہے مثل لنگر خانہ اور مدارس قائم کرنے اور پل بنانے کے اور جو نیکی عصر اول میں نہیں پائی گئی وہ بھی بدعت مستحبہ

[3] (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، 40/1، الحديث: 168-(29)، المكتب الإسلامي)

[4] (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، الفصل الاول، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، 223/1، الحديث: 141، دار الفكر، بيروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م)

[5] (الفتح المبين بشرح الأربعين للإمام النووي، شرح الحديث الخامس من الأحاديث الأربعين، ص263، الحديث: 141، دار الكتب العلمية، بيروت)

[6] (مجموعه رسائل الإمام الغزالي، إلجام العوام عن علم الكلام، ص320، دار الفكر، بيروت، تاريخ النشر: ١٤١٦ هـ.ق)

[7] (كتاب المجالس السنية في الكلام على الأربعين النووية، ص46، مطبعة الكستلية)

میں داخل ہے یا وہ مکروہ ہے مثل مسجدوں کی گلکاری اور ملمع سازی (سونا، چاندی یا چمکدار اجزا سے زیبائش) اور قرآن کی نقش و نگاری کے اور وہ یا مباح ہے جیسے صبح و عصر کی نماز کے بعد مصافحہ اور کھانے اور لباس میں وسعت و تکلف کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

وَهِي علي قسمَيْنِ: بِدعَة ضَلَالَة، وَهِي الَّتِي ذكرنَا، وبدعة حَسَنَة: وَهِي مَا رَآهُ الْمُؤمنُونَ حسنا الخ[8]

پس یہاں بدعت سے مراد بدعتِ حسنہ ہے۔

سو مطابقِ حدیث: وَمَا رَآهُ الْمُسلمُونَ حسنا فَهُوَ عِنْد الله حسن [9]

یعنی جس شے کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

یہ چند حوالے صرف بحث کو ذہن میں بٹھانے کے لئے لکھے گئے ہیں۔ اب بدعتِ حسنہ کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمدللّٰہ بدیع السموت ولارضین والصلوۃ والسلام علی من کان نبیا وآدم بین الماء والطین

وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین

امابعد! وہابی تحریک کا اصل مقصد رسالت مآب ﷺ کے عشق و محبت اور اولیاء کرام سے نسبت و عقیدت دلوں سے ہٹانا تھا اسی لئے شرک و بدعت دو ہتھیار استعمال کئے گئے۔ فقیر بدعت کے متعلق تحقیق کر کے ثابت کرے گا کہ عشق رسول ﷺ اور عقیدتِ اولیاء میں جو امور منسلک ہیں وہ بدعتِ حسنہ ہیں اور بدعتِ حسنہ خیر القرون سے معمول بہ ہے۔

باب اول

لغوی معنی: لغت میں ہر نئی بات اور نئی چیز یعنی کسی سابقہ نظیر کے بغیر نو ایجاد امر کو بدعت کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ یوں وارد ہوا ہے اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (پارہ ۷، سورۃ الانعام، آیت ۱۰۱)

ترجمہ: بے کسی نمونے کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔

قُلۡ مَا کُنۡتُ بِدۡعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الاحقاف، آیت ۹)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔

[8] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب امامۃ المفتون والمبتدع، 230/5، دار إحياء التراث العربي – بيروت)

[9] (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الآدب، باب المقۃ من اللہ تعالیٰ، 121/22، دار إحياء التراث العربي – بيروت)

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوْهَا ۔(پارہ۲۷، سورۃالحدید، آیت ۲۷)

ترجمه: اور راہب بننا تو یہ بات اُنہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی۔

اصطلاحی معنی: دین میں جو نیا کام (بغرضِ ثواب) جاری کیا جائے یعنی وہ اعتقادات اور اعمال جو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ ظاہری میں نہ تھے بعد میں جاری ہوئے۔

في الشرع إحداث ما لم يكن في عهد رسول الله[10]

یعنی جو کچھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد نکلا اور ظاہر ہوا بدعت کہلاتا ہے۔

گھرکی گواھی: مخالفین کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے حاشیہ قرآن پارہ ۲۷ میں لکھا کہ

"بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب وسنت اور قرونِ مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو۔ اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے"۔[11]

شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ بدعت سے ایسی نئی نکالی ہوئی چیز کا اعتقاد کرلینا مراد ہے جو کسی شبہ اور تاویل کی بناء پر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے جو کچھ معروف و معلوم طور پر وارد ہوا ہے اس کے خلاف ہو۔[12] (اشعۃ اللمعات، مقدمہ)

خلاصہ یہ کہ وہ امر جو کسی دلیلِ شرعی کے معارض (مخالف) ہو بدعتِ شرعی ہوگا۔

انتباہ: عشقِ رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور عقیدتِ اولیاء اور ان کے معمولات میں کوئی بھی ایسا امر مخالفین ثابت نہیں کرسکتے کہ وہ کسی حدیث شریف کے خلاف ہوں صرف بدعت بدعت کی رٹ لگائی جارہی ہے اور بس۔

بدعت اعتقادی: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ» [13]

یعنی جو شخص ہماری دین میں ایسا طریقہ ایجاد کرے جو اس میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

یہاں "امرنا" سے دین اسلام اور "ما" سے مراد عقائد یعنی جو شخص خلافِ اسلام عقیدے ایجاد کرے وہ شخص بھی مردود اور وہ عقائد بھی باطل مثلاً یہ عقیدہ کے نماز میں حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خیال آجائے تو نماز فاسد اور وہ خیال گدھے اور اپنی عورت سے مجامعت کے خیال سے بدتر ہے۔[14] (صراطِ مستقیم)

یا کہنا کہ شیطان ملک الموت کا علم حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علم سے زیادہ ہے۔[15] (معاذ اللہ) (براہین قاطعہ)

---

10) (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الأول، 223/1، الحديث: 141، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

11) (تفسیرِ عثمانی، پارہ27، الحدید: 27، حاشیہ: 52، ص1629، الحدیث: 141، نورِ ہدایت۔ او آر جی)

12) (اشعات للمعات ترجمہ مشکوۃ، مقدمۃ، 5/1، منشی نول کشور، لکھنو)

13) (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، 51/1، الحديث: 140-(1)، المكتب الإسلامي)

14) (صراطِ مستقیم، ص126، مکتبہ سلفیہ، لاہور)

خلاصہ یہ کہ بدعت تمام ان بُرے عقائد کا نام ہے جو اسلام میں ایجاد کئے جائیں جس بدعت یا بدعتی کی سخت بُرائیاں آئی ہیں اس سے یہی مراد ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انکارِ تقدیر کے عقیدے کو بدعت فرمایا بلکہ ایسے عقیدے والوں کے سلام کا جواب تک نہ دیا بلکہ فرمایا اس بدعقیدہ کا سلام اس کے منہ پر مار دو۔[16] (مشکوٰۃ)

سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں تمام بدعتی فرقوں میں بدترین گروہ ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض و عناد (بداعتقادی) رکھتا ہے۔[17] (مکتوبات شریف، دفتر اول، مکتوب ۵۴)

مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں جس بدعت میں ایسی شدید وعید ہیں وہ بدعت فی العقائد ہے جیسا روافض و خوارج کی بدعت ہے۔[18]

(فتاوی رشیدیہ، صفحہ ۱۲۸ طبع جدید کراچی)

معلوم ہوا نئے عقائد بدعت ہیں۔

بدعتِ عملی: حدیث بالا میں یا "**امر**" سے مراد دین ہے اور "**ما**" سے مراد اعمال ہیں اور "**ليس منه**" سے مراد قرآن و حدیث کے مخالف کوئی دین میں ایسے عمل ایجاد کرے جو دین یعنی کتاب و سنت کے مخالف ہوں جس سے سنت اُٹھ جاتی ہو۔

بدعت اس کو کہتے ہیں کہ غیر دین کو دین میں داخل کر لیا جائے جو بات رسول اللہ ﷺ و خلفائے راشدین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) و احکامِ فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات (بدعت) ہے اس سے بچنا چاہیے۔

تقسیم بدعت:

کوئی عمل اگر حضور سرورِ عالم ﷺ کے ظاہری زمانہ اقدس کے بعد کیا جائے اس کی دو صورتیں ہوں گی۔

(۱) وہ عمل کتاب و سنت کے مطابق ہو گا اور اس کی اصل شریعت مقدسہ میں موجود ہو گی اسے بدعتِ حسنہ کہا جاتا ہے۔

(۲) وہ عمل کتاب و سنت کے خلاف ہو گا اور اس کی اصل شریعت مطہرہ میں نہ ہو گی اسے بدعتِ سیئہ کہا جاتا ہے۔

وھابیہ کی گندی عادت: یہ لوگ ہر بدعت کو سیئہ کہنے کے عادی ہیں حالانکہ ہر بدعت بُری نہیں۔ بہت سی بدعات اچھی بھی ہیں جن پر وہ بھی عمل کرتے ہیں اور ہم بھی۔

فائدہ: بدعتِ حسنہ سنت کو مٹاتی نہیں بلکہ رائج کرتی ہے مثلاً علم دین سکھانا سنت ہے اب اس کے لئے کتابیں چھاپنا، مدرسہ بنانا، وہاں تعلیم کے نصاب اور کورس بنانا اگرچہ بدعت ہیں مگر سنت کے معاون ہیں نہ کہ مخالف جیسا کہ سب کو معلوم ہے۔

علامہ عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَهِيَ مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حسنا وَلَا يكون مُخَالفا للْكتاب أَو السّنة أَو الْأَثر أَو الْإِجْمَاع[19]

---

[15] (براہینِ قاطعہ، ص122، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، سہارنپور، ہند)

[16] (مشكاة المصابيح. كتاب الايمان. باب الاعتصام بالكتاب والسنة .الفصل الثالث .14/1. الحديث: 116-(38). المكتب الإسلامي)

[17] (مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ (اردو)، مترجم: مولانا سعید احمد نقشبندی، جلد اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر 54، ص167، پروگریسیو بکس، یوسف مارکیٹ غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور)

[18] (فتاوی رشیدیہ (کامل)، کتاب العلم، اقسامِ بدعت غیر مقبولہ، ص156، دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی)

یعنی بدعتِ حسنہ یہ ہے کہ جسے مسلمان اچھا حامی اور وہ کام قرآن یا سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف نہ ہو۔

بدعتِ مباحہ: جس کے کرنے سے نہ ثواب نہ عذاب جیسے طعام ولباس کی بدعات۔

بدعتِ مستحبہ: وہ نیا کام جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں یا کوئی شخص اُس کو نیت خیر سے کرے جیسے محفل میلاد شریف اور فاتحہ بزرگانِ دین کہ عام مسلمان اُس کو کارِ ثواب جانتے ہیں کہ اس کو کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہو گا۔ احادیث وکتب فقہ میں ہے

مرقاۃ میں باب الاعتصام میں ہے: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: مَا رَأَوْهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ. وَفِي حَدِيثٍ مَرْفُوعٍ: "لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ". [20]

یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہو گی۔

مشکوٰۃ کے شروع میں ہے: إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى [21]

یعنی اعمال کا مدارِ نیت سے ہے اور انسان کے لئے وہی ہے جو نیت کرے۔

درمختار بحث مستحبات وضو میں ہے: (وَمُسْتَحَبُّهُ) وَهُوَ مَا فَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً وَتَرَكَهُ أُخْرَى، وَمَا أَحَبَّهُ السَّلَفُ [22]

یعنی مستحب وہ کام ہے جو حضور اکرم ﷺ نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑا ہو اور وہ کام کہ گذشتہ مسلمان اچھا جانتے ہوں۔

شامی میں ہے: فَإِنَّ النِّيَّةَ تُصَيِّرُ الْعَادَاتِ عِبَادَاتٍ [23]

یعنی کیونکہ نیت خیر عادت کو عبادت بنادیتی ہیں۔

اسی طرح مرقاۃ بحث نیت میں بھی ہے۔

فائدہ: ان احادیث وفقہی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام نیت ثواب سے کیا جائے یا مسلمان اُس کو ثواب کا کام جانیں وہ عند اللہ بھی کارِ ثواب ہے۔ مسلمان اللہ کے گواہ ہیں جس کے اچھے ہونے کی گواہی دیں وہ اچھا ہے اور جس کو بُرا کہیں وہ بُرا جیسے میلاد شریف اور گیارہویں اور مدارس قائم کرنا۔ قرآن مجید کے متعلقات یونہی مساجد کی تعمیرات وغیرہ۔

---

[19] (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب إمامة المفتون والمبتدع، 230/5، دار إحياء التراث العربي – بيروت)

[20] (مرقاۃ المصابیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول، 223/1، الحدیث: 141، دار الفکر، بیروت – لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

[21] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، 51/1، الحدیث: 1، المکتب الإسلامي)

[22] (الدر المختار، کتاب الطھارۃ، 124/1، دار الفکر بیروت، الطبعة: الثانیة، 1412ھ 1992م)

[23] (رد المحتار، کتاب الاضحیة، 326/6، دار الفکر بیروت، الطبعة: الثانیة، 1412ھ 1992م)

بدعتِ واجبہ: وہ نیا کام جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو جیسے کہ قرآن کے اعراب، دینی مدارس اور علمِ نحو وغیرہ پڑھنا۔

بدعتِ مکروھہ: وہ نیا کام جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے اگر سنت غیر موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سنت موکدہ چھوٹی تو یہ بدعت مکروہ تحریمی ہے۔

بدعت حرام: وہ نیا کام جس سے کوئی واجب چھوٹ جائے یعنی واجب کو مٹانے والی ہو۔ در مختار میں ہے کہ اذان کے بعد درود وسلام پڑھنا ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا لیکن وہ بدعت حسنہ ہے۔ اس کے ماتحت شامی میں اذان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ غَيْرُ مَكْرُوهٍ؛ لِأَنَّ الْمُتَوَارَثَ لَا يَكُونُ مَكْرُوهًا، وَكَذَلِكَ نَقُولُ فِي الْأَذَانِ بَيْنَ يَدَيْ الْخَطِيبِ فَيَكُونُ بِدْعَةً حَسَنَةً إذْ مَا رَآهُ الْمُؤْمِنُونَ حَسَنًا فَهُوَ حَسَنٌ اهـ [24]

اس سے معلوم ہوا کہ جو جائز کام مسلمانوں میں مروج ہو جائے باعث ثواب ہے۔

اجمالی فہرست بدعاتِ حسنہ: مندرجہ ذیل بدعات جملہ اہل اسلام میں رائج ہے۔

ایمان: مسلمان کے بچہ بچہ کو ایمانِ مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے ایمان کی یہ دو قسمیں اوران کے یہ دونوں نام بدعت ہیں قرونِ ثلثہ میں اس کا پتہ نہیں۔

قرآن: قرآن شریف کے تیس پارہ بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا، اس پر اعراب لگانا، اس پر سنہری روپہلی جلدیں تیار کرنا، قرآن کو بلاک وغیرہ بنا کر چھاپنا سب بدعت ہیں جن کا قرونِ ثلثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

حدیث: حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی اسناد بیان کرنا، اسناد پر جرح کرنا اور حدیث کی صحیح قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے، یہ حسن، یہ ضعیف، یہ معضل، یہ مدلس، ان قسموں کو ترتیب دینا کہ اول نمبر صحیح ہے، دوم نمبر حسن، سوم نمبر ضعیف پھر ان کے احکام مقرر کرنا کہ حرام و حلال چیزیں حدیث صحیح سے ثابت ہوں گی اور فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہو گی غرضیکہ سارا فن حدیث ایسی بدعت ہے جس کا قرونِ ثلاثہ میں ذکر بھی نہ تھا۔

اُصولِ حدیث: یہ فن بالکل بدعت ہے بلکہ اس کا تونام بھی بدعت ہے اس کے سارے قاعدے قانون بدعت ہیں۔

فقہ: اس پر آج کل دین کا دارومدار ہے مگر یہ بھی از اول تا آخر بدعت ہے قرونِ ثلاثہ میں ذکر نہیں۔

اُصولِ فقہ وعلمِ کلام: یہ علم بھی بالکل بدعت ہے ان کے قواعد وضوابط سب بدعت ہے۔

نماز: نماز میں زبان سے نیت کرنا بدعت جس کا ثبوت قرونِ ثلاثہ میں نہیں۔ رمضان میں بیس تراویح پر مداومت کرنا بدعت ہے۔ خود امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "نعمت البدعة هذا" یہ بڑی اچھی بدعت ہے۔

---

[24] (ردالمحتار، كتاب الصلاة التسليم بعد الأذان، 390/1، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)

روزہ: روزہ افطار کرتے وقت زبان سے دعا کرنا "اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ الخ" اور سحری کے وقت دعا مانگنا " وَبِصَومِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" بدعت ہے۔

زکوٰۃ: زکوٰۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا بدعت ہے۔ قرونِ ثلاثہ میں یہ تصویر والے سکے نہ تھے نہ ان سے زکوٰۃ جیسی عبادت ادا ہوتی تھی۔ موجود طریقے سے غلوں سے فطرہ نکالنا یہ سب بدعت ہیں۔

حج: ریل گاڑیوں، موٹروں، ہوائی جہازوں کے ذریعہ حج کرنا، موٹروں میں عرفات شریف جانا بدعت ہے۔ اس زمانہ پاک میں نہ یہ سواریاں تھیں نہ ان کے ذریعے حج ہوتا تھا۔

طریقت: طریقت کے قریباً سارے مشاغل اور تصوف کے قریباً سارے مشاغل بدعت ہیں۔ مراقبے، چلے، پاس انفاس، تصورِ شیخ، ذکر کی اقسام سب بدعت ہیں جن کا قرونِ ثلاثہ میں کہیں پتہ نہیں چلتا۔

چار سلسلے: شریعت و طریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں ان میں سے بعض کے تو نام تک بھی عربی نہیں جیسے چشتی یا نقشبندی، کوئی صحابی، تابعی، حنفی، قادری نہ ہوئے اب دیوبندی بتائیں کہ بدعت سے بچ کر وہ دینی حیثیت سے زندہ بھی رہ سکتے ہیں؟ جب ایمان اور کلمہ میں بدعات داخل ہیں تو بدعت سے چھٹکارا کیسے؟

دنیاوی چیزیں: آج کل دنیا میں وہ وہ چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں جن کا خیر القرون میں نام و نشان بھی نہ تھا اور جن کے بغیر اب دنیاوی زندگی مشکل ہے۔ ہر شخص ان کے استعمال پر مجبور ہے۔ ریل، موٹر، ہوائی جہاز، سمندری جہاز، تانگہ گھوڑا گاڑی۔ پھر خط، لفافہ، تار، ٹیلیفون، ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر وغیرہ یہ تمام چیزیں اور ان کا استعمال بدعت ہے اور انہیں ہر جماعت کے لوگ بلا تکلف استعمال کرتے ہیں لیکن کبھی ان کے بدعت ہونے کا کسی کو خیال گزرتا ہے اور نہ ہی انہیں ثواب و عذاب سے تعلق۔ ہاں نیتوں پر ثواب و عذاب مرتب ہو گا۔

باب دوم
اعتراضات کے جوابات

سوال: بدعت صرف اس دینی کام کو کہیں گے کہ جو حضور اکرم ﷺ کے بعد ایجاد ہو دنیاوی نئے کام بدعت نہیں لہٰذا محفلِ میلاد وغیرہ تو بدعت ہیں اور تار، ٹیلی فون، ریل گاڑی کی سواری بدعت نہیں کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ[25]

یعنی جو شخص ہمارے دین میں کوئی بات نکالے وہ مردود ہے۔

---

[25] (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، الفصل الاول، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، 51/1، الحديث: (140)- (1)، المكتب الإسلامي)

"أَمْرِنَا" سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی ایجادات بدعت نہیں اور دینی بدعت کوئی بھی حسنہ نہیں سب حرام ہیں کیونکہ حدیث میں سب کو کہا گیا کہ وہ مردود ہے۔

جواب: دینی کام کی قید لگانا محض اپنی طرف سے ہے۔ احادیث صحیحہ اور اقوالِ علماء وفقہاء اور محدثین کے خلاف ہے۔ حدیث میں ہے:

كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ[26]

یعنی ہر نئی چیز بدعت ہے۔

اس میں دینی و دنیاوی کی قید نہیں نیز ہم اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اس میں دینی کی قید نہیں لگائی نیز ہم پہلے باب میں مرقاۃ اور شامی کی عبارتیں دکھا چکے کہ اُنہوں نے عمدہ کھانے، اچھے کپڑے بدعت جائزہ میں داخل کئے ہیں۔ یہ کام دنیاوی ہیں مگر بدعت میں ان کو شمار کیا لہٰذا یہ قید لگانا غلط ہے۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ بدعت میں دینی کام کی قید ہے تو دینی اسی کو تو کہتے ہیں جس پر ثواب ملے۔

مستحبات، نوافل، واجبات، فرائض سب دینی کام ہیں کہ اس کو آدمی ثواب کے لئے کرتا ہے اور دنیا کا کوئی کام نیتِ خیر سے کیا جائے اس پر ثواب ملتا ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ مسلمان سے خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ کا ثواب رکھتا ہے، اپنے بچوں کو پالنا نیت خیر سے ہو ثواب ہے "حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ"[27] یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی زوجہ کے منہ میں دے وہ بھی ثواب۔

لہٰذا مسلمان کا ہر دنیاوی کام دینی ہے اب بتاؤ کہ نیت خیر سے پلاؤ کھلانا بدعت ہے یا نہیں۔ نیز دینی کام کی قید لگانا آپ کے لئے کوئی مفید نہیں کیونکہ دیوبند کا مدرسہ، وہاں کا نصاب، دورۂ حدیث، تنخواہ لے کر مدرسوں کا پڑھانا، امتحان اور تعطیلات کا ہونا، آج قرآنِ پاک میں اعراب لگانا، قرآن و بخاری چھاپنا، مصیبت کے وقت ختم بخاری کرنا جیسا کہ دیوبند میں پندرہ روپیہ لے کر کرایا جاتا ہے بلکہ سارا فن حدیث بلکہ خود احادیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا بلکہ خود قرآن کو کاغذ پر جمع کرنا، اس میں رکوع بنانا، اس کے تیس سپارے کرنا وغیرہ وغیرہ سب ہی دینی کام ہیں اور بدعت ہیں کیونکہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں ان میں سے کوئی کام نہ ہوا تھا بتاؤ یہ حرام ہیں یا حلال؟ محفل میلاد شریف اور فاتحہ نے ہی کیا قصور کیا ہے وہ صرف اس لئے حرام کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں نہ تھا اور اوپر ذکر کئے ہوئے سب کام حلال۔

فائدہ: حضرت مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جاء الحق میں لکھتے ہیں کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنے مناظرہ میں کہا تھا کہ آپ حضرات چار چیزوں کی صحیح تعریف کر دیں جس پر کوئی اعتراض نہ ہو جامع اور مانع ہو تو جس قدر چاہیں ہم سے انعام لیں۔ بدعت، شرک، دین، عبادت اور اب بھی اپنے رب کے بھروسہ پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیوبندی کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں کی تعریف ایسی نہیں کر سکتا جس سے اس کا مذہب بچ جائے۔ آج بھی ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد کو اعلانِ عام ہے کہ ان کی ایسی صحیح تعریف کرو جس سے محفلِ میلاد حرام ہو

---

[26] (سنن ابی داود، كتاب السنة باب في لزوم السنة، 201/4، الحديث: 4607، المكتبة العصرية)

[27] (صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب ميراث البنات، 2477/6، الحديث: 6352، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

اور رسالہ قاسم اور پرچہ اہلحدیث حلال اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا شرک ہو اور پولیس وغیرہ سے استمداد عین اسلام اور کہہ دیتے ہیں کہ ان شاء اللہ یہ تعریفیں نہ ہو سکی ہیں اور نہ ہو سکیں گی۔ لہٰذا چاہیے کہ اپنے اس بے اصولی مذہب سے توبہ کریں اور اہل سنت وجماعت میں داخل ہوں۔

وہ حدیث جو مخالفین نے پیش کی اس کے متعلق ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس سے یا تو "ما" سے مراد عقائد ہیں کہ دین کا عام اطلاق عقائد پر ہوتا ہے اور اگر مراد اعمال بھی ہوں تو "لیس منہ" سے مراد وہ اعمال ہیں جو خلافِ سنت یا خلافِ دین ہوں۔ ہم اس کے حوالہ بھی پیش کر چکے ہیں۔

یہ کہنا کہ ہر بدعت حرام ہوتی ہے بدعت حسنہ کوئی چیز ہی نہیں یہ اس حدیث کے خلاف ہے جو پیش کی جاچکی ہے کہ اسلام میں جو نیک کام ایجاد کرے وہ ثواب کا مستحق ہے اور جو بُرا کام ایجاد کرے وہ عذاب کا۔ نیز شامی، اشعۃ اللمعات اور مرقاۃ کی عبارات پیش کی جاچکی ہیں کہ بدعت پانچ قسم کی ہے جائز، واجب، مستحب، مکروہ اور حرام اور اگر مان بھی لیا جائے کہ بدعت حرام ہے تو مدارس وغیرہ کو ختم کرو کہ یہ بھی حرام ہیں نیز مسائل فقیہ اور اشغالِ صوفیہ جبکہ خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئے تمام حرام ہو جائیں گے۔ شریعت کے چار سلسلے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور طریقت کے چار سلسلے قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ تمام ہی حضور اکرم ﷺ بلکہ صحابہ کرام کے بعد ہی ایجاد ہوئے پھر کے مسائل اجتہادیہ اور اعمال، وظیفے، مراقبے، چلے وغیرہ سب بعد کی ایجاد ہیں اور سب لوگ ان کو دین کا کام سمجھ کر ہی کرتے ہیں۔ چھ کلمے، ایمانِ مجمل ومفصل، قرآن کے تیس پارے، حدیث کی قسمیں اور ان کے احکام کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، یہ حسن ہے یا معضل وغیرہ۔ عربی مدارس کے نصاب، جلسہ دستار بندی، سند لینا، پگڑی بندھوانا ان چیزوں کا کہیں قرآن وحدیث میں نام بھی نہیں۔ کوئی دیوبندی وہابی ان چیزوں کو تو کیا ان کے نام بھی کسی حدیث سے دکھا نہیں سکتا۔ پھر حدیث کی اسناد اور راویوں پر مروجہ جرح خیر القرون سے ثابت نہیں کر سکتا غرضیکہ شریعت وطریقت کا کوئی عمل ایسا نہیں جس میں بدعت شامل نہ ہو۔

گھر کا حال: مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں لکھا ہے:

"نیز اکابر طریقت نے اگرچہ اذکار ومراقبات وریاضات ومجاہدات کی تعیین میں جو راہ ولایت کے مبادی ہیں نہایت کوشش کی ہے لیکن بحکم اس مصرعہ "ہر سخن وقتی وہرنکتہ مقامی دارد" ہر ہر وقت کے مناسب اشغال اور ہر ہر قرن کے مطابق حال ریاضات جدا جدا ہوتے ہیں"۔ [28]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تصوف کے اشغال صوفیاء کی ایجاد ہے اور ہر زمانہ میں نئے نئے ہوتے رہتے ہیں اور جائز ہیں بلکہ راہ سلوک ان ہی سے طے ہوتی ہے۔ کہیے کہ اب وہ قاعدہ کہاں گیا کہ ہر نئی چیز حرام ہے ماننا پڑے گا کہ جو کام خلافِ سنت ہو وہ بُرا اور باقی عمدہ اور اچھا۔

سوال: مخالفین جو کام حضور اکرم ﷺ یا صحابہ کرام یا تابعین وتبع تابعین کے زمانہ میں سے کسی زمانہ میں ایجاد ہو جائے وہ بدعت نہیں۔ ان زمانوں کے بعد جو کام ایجاد ہو گا وہ بدعت ہے اور وہ کوئی بھی جائز نہیں سب حرام ہیں یعنی صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین کی ایجادات سنت ہیں اس لئے کہ **مشکوٰۃ** میں ہے: فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ [29]

---

[28] (صراطِ مستقیم (اُردو)، ص9، ادارہ الرشید، دیوبند ضلع سہارنپور)

یعنی تم پر لازم ہے میری سنت اور ہدایت والے خلفائے راشدین کی سنت کہ اس کو دانت سے مضبوط پکڑ لو۔

اس حدیث میں خلفائے راشدین کے کاموں کو سنت کہا گیا اس کو پکڑنے کی تاکید فرمائی گئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ ان کے کام بدعت نہیں۔

مشکوٰۃ باب فضائل الصحابۃ میں ہے:

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ[30]

یعنی میری امت میں بہتر گروہ، میرا گروہ ہے پھر وہ جو ان کے متصل ہیں پھر وہ جو ان کے متصل ہیں پھر اس کے بعد ایک قوم ہوگی جو بغیر گواہ بنائے ہوئے گواہی دیتی پھرے گی اور خیانت کریں گے، امین نہ ہونگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تین زمانہ خیر ہیں صحابہ کرام کا، تابعین کا، تبع تابعین کا اور پھر شر اور خیر زمانہ میں جو پیدا ہو وہ خیر یعنی سنت ہے اور شر زمانہ میں جو پیدا ہو وہ شر یعنی بدعت ہے۔

نیز مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے:

تفترق أمتي على ثلاث وسبعين ملة كلهم في النار إلا ملة واحدة قالوا ومن هي يا رسول الله قال ما أنا عليه وأصحابي[31]

یعنی میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا سب جہنمی ہیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک کون ہے؟ فرمایا جس پر کہ ہم اور ہمارے صحابہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پیروی جنت کا راستہ ہے۔ اس لئے ان کے ایجادات کو بدعت نہیں کہہ سکتے۔ مشکوٰۃ باب فضائل الصحابۃ میں ہے:

أصحابي كالنجوم فبأيهم اقتديتم اهتديتم[32]

یعنی میرے صحابی تاروں کی طرح ہیں تم جس کے پیچھے ہو جاؤ ہدایت پاؤ گے۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی پیروی باعثِ نجات ہے لہٰذا ان کے ایجاد کردہ کام بدعت نہیں کیونکہ بدعت تو گمراہ کن ہے۔

اجمالی جواب: چند وجوہ سے یہ سوال بھی محض دھوکہ ہے۔

(ا) ہم نے مرقاۃ اور اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ بدعت وہ کام ہے جو حضور اکرم ﷺ کے بعد پیدا ہو۔ اس میں صحابہ کرام و تابعین کا ذکر نہیں۔ مشکوٰہ باب قیام شہر رمضان میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تراویح کی باقاعدہ جماعت کرنے کا حکم دیا اور تراویح کی

---

[29] (سنن ابن ماجه، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، 15/1، الحديث: 42، المكتبة العلمية)

[30] (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة رضي الله عنهم، الفصل الاول، 1695/3، الحديث: 6001- (4)، المكتب الإسلامي)

[31] (مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، 61/1، الحديث: 171- (32)، المكتب الإسلامي)

[32] (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصحابة رضي الله عنهم، الفصل الثالث، 1696/1، الحديث: 6009- (12)، المكتب الإسلامي)

جماعت کو دیکھ کر فرمایا"نعمت البدعۃ ھذہ "[33] یہ تو بڑی اچھی بدعت ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مبارک فعل کو بدعتِ حسنہ فرمایا۔

(۲) پہلے باب میں مرقاۃ کے حوالے سے گزر چکا کہ تراویح کی جماعت بدعتِ مستحبہ ہے یعنی تراویح سنت اور اس کی باقاعدہ پابندی سے جماعت بدعت حسنہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فعل کو بدعت میں داخل کیا۔ وہ اس لئے کہ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآنِ پاک جمع کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا کہ:

كَيْفَ تَفْعَلُونَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ [34]

آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور اکرم ﷺ نے نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ حضرت زید بن ثابت نے بارگاہِ صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں یہی عرض کیا کہ ان کو جمع کرنا بدعت ہے اور بدعت کیوں کر رہے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بدعت ہے مگر حسنہ ہے یعنی اچھی ہے جس سے پتہ لگا کہ فعلِ صحابہ کرام بدعتِ حسنہ ہے۔

تفصیلی جوابات:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ [35]

یعنی تم پر لازم ہے میری سنت اور ہدایت والے خلفائے راشدین کی سنت کہ اس کو دانت سے مضبوط پکڑ لو۔

خلفاء راشدین کے لغوی معنی سے سنت فرمایا گیا یعنی اے مسلمانوں تم میرے اور میرے خلفاء کے طریقوں کو اختیار کرو جیسے کہ ہم پہلے باب میں حدیث نقل کر چکے ہیں۔

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا [36] اور وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً [37]

اس حدیث میں سنت بمعنی طریقہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ (پارہ ۱۵، سورۃ الاسراء، آیت ۷۷)

ترجمہ: دستور ان کا جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور تم ہمارا قانون بدلتا نہ پاؤ گے۔

نیز فرماتا ہے: سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۲۳)

---

[33] (مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الثالث، 407/1، الحديث: 1301- (7)، المكتب الإسلامي)

[34] (صحيح البخارى، كتاب فضائل القران، باب جمع القران، 1907/4، الحديث: 4701، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

[35] (سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في لزوم السنة، 201/4، الحديث: 4607، المكتبة العصرية)

(سنن ابن ماجه، المقدمة، باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين، 16/1، الحديث: 42، دار إحياء الكتب العربية)

[36] (صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة وأنها الخ، 705/2، الحديث: 1017(1691)، دار إحياء الكتب العربية)

[37] ایضاً

ترجمہ: اللہ کا دستور ہے۔

ان آیات واحادیث میں سنت سے مراد سنت شرعیہ بدعت کے مقابل نہیں بلکہ بمعنی طریقہ ہے۔ سنت الٰہیہ اللہ کا طریقہ، سنت انبیاء نبیوں کا طریقہ وغیرہ۔

فائدہ: اسی حدیث "فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي" کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:

حقیقت سنت خلفاء راشدین رضی الله عنہم ہمان سنت پیغمبر صلی الله علیه وسلم ست که درزمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم شہرت یافته بود وبعد ازوے زمان ایشان رواج یافته ومشہورگشته ومضاف بایشان شده۔ [38]

یعنی خلفائے راشدین کی سنت حقیقۃً سنت نبوی ہے کہ حضورا کرم ﷺ کے زمانہ میں مشہور نہ ہوئی ان حضرات کے زمانہ میں مشہور ہوگئی اور ان کی طرف منسوب ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ سنت خلفاء اس کو کہتے ہیں کہ جو اصل میں تو سنت رسول ﷺ ہو مگر اس کو مسلمانوں میں رائج کرنے والے خلفاء راشدین ہوں۔ اسی لئے محدثین وفقہاء فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین کے حکم سنت سے ملحق ہیں یعنی سنت تو نہیں سنت سے الحاق کئے ہوئے ہیں اگر ان حضرات کے ایجاد کردہ فرمودہ کام سنت ہی ہوتے تو الحاق کا کیا معنی۔ نورالانوار کے شروع میں ہے:

وقول الصحابي فيما يعقل ملحق بالقياس، وفيما لا يعقل فملحق بالسنة [39]

یعنی صحابی کا فرمان عقلی باتوں میں تو قیاس سے ملحق ہے اور غیر عقلی باتوں میں سنت سے ملحق ہے اگر صحابی کا ہر قول وفعل سنت ہے تو قیاس اور سنت سے الحاق کے کیا معنی؟ اشعۃ اللمعات زیر حدیث "فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي" ہے:

پس ہر چه خلفائے راشدین بداں حکم کرده باشند اگرچه باجتہاد وقیاس ایشاں بود مو افق سنت نبوی و اطلاق بدعت برآں ہواں کرد [40]

یعنی جس چیز کا خلفائے راشدین نے حکم فرمایا ہو اگرچہ اپنا قیاس اور اجتہاد ہو سنت نبوی کے موافق ہے اس پر لفظ بدعت نہیں بول سکتے۔

ان عبارات سے بالکل واضح ہو گیا کہ سنت خلفاء راشدین بمعنی لغوی سنت ہے اور سنت شرعی سے ملحق ہیں ان کو ادباً بدعت نہ کہا جائے کیونکہ بدعت اکثر بدعت سیئہ کو بولتے ہیں۔

سوال: " خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي الخ"[41] سے تو معلوم ہوا کہ ان تین زمانوں تک خیر زیادہ ہوگی اور ان کے بعد خیر کم شر زیادہ۔ یہ مطلب نہیں کہ ان تین زمانوں میں جو بھی کام ایجاد ہو اور کوئی بھی ایجاد کرے وہ سنت ہو جائے یہاں سنت ہونے کا ذکر ہی کہاں ہے ورنہ مذہبِ جبریہ اور قدریہ زمانہ تابعین ہی میں ایجاد ہوا اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل اور حجاج کے مظالم ان ہی زمانوں میں ہوئے۔ کیا معاذ اللہ ان کو بھی سنت کہا جائے گا؟

---

[38] (اشعات للمعات ترجمہ مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، 149/1، منشی نول کشور، لکھنو)

[39] (نور الأنوار في شرح المنار، اصول الشرع ووجه حصره في أربعة، 28/1، دار الكتب العلمية، بيروت)

[40] (اشعات للمعات ترجمہ مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، 150/1، منشی نول کشور، لکھنو)

[41] (صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، 1335/3، الحديث: 3450، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

جواب: " ما أنا عليه وأصحابي "[42] اور "أصحابي كالنجوم" سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کی غلامی، ان کی پیروی باعثِ ہدایت ہے اور ان کی مخالفت باعث گمراہی۔ یہ بالکل درست اور اس پر ہر مسلمان کا ایمان ہے لیکن اس سے یہ کب لازم آیا کہ ان کا ہر فعل سنت شرعی ہو۔ بدعت حسنہ بھی واجب الاتباع ہوتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الاعتصام میں ہے:

اتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذ شذ في النار[43]

یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جماعت سے علیحدہ رہا وہ جہنم میں علیحدہ ہو گیا۔

نیز وارد ہوا　　ما رأوه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن[44]

مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ[45]

یعنی جس کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے جو مسلمان کی جماعت سے بالشت بھر علیحدہ رہا اس نے اسلام کی رسی اپنے گلے سے اتار دی۔ قرآن شریف میں ہے: وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۔ (پارہ۵، سورۃالنساء، آیت۱۱۵)

ترجمہ: اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

فائدہ: اس آیت و حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو لازم ہے کہ عقائد و اعمال میں جماعت مسلمین کے ساتھ رہے ان کی مخالفت جہنم کا راستہ ہے لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں کہ جماعت المسلمین کا ایجاد کیا ہوا کوئی بھی کام بدعت نہ ہو سب سنت ہی ہو۔ بدعت ہو گا مگر بدعتِ حسنہ جس طرح کہ ایجادات صحابہ کرام کو سنت صحابہ کہتے ہیں۔ اسی طرح سلف صالحین کے ایجادات کو بھی سنت سلف کہتے ہیں بمعنی لغوی یعنی اچھا طریقہ۔

جو لوگ ہر بدعت یعنی کام کو حرام کہتے ہیں وہ اس قاعدہ کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ " الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ " تمام چیزوں کی اصل یہ ہے کہ وہ مباح ہے یعنی ہر چیز مباح اور حلال ہے ہاں اگر کسی چیز کو شریعت منع کردے تو وہ حرام یا منع ہے یعنی ممانعت سے حرمت ثابت ہو گی نہ کہ نئے ہونے سے۔ یہ قاعدہ قرآنِ پاک اور احادیثِ صحیحہ اور اقوالِ فقہاء سے ثابت ہے اور کوئی حنفی کہلانے والا اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

دلائل: اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا۔ (پارہ۷، سورۃالمائدہ، آیت۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو کہ جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تم کو بُری لگیں اور اگر ان کو اس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو ظاہر کر دی جائیں گی اللہ انہیں معاف کر چکا ہے۔

---

[42] حوالہ گذر چکا۔

[43] (مشكاة المصابيح, كتاب الايمان, الفصل الثاني, باب الاعتصام بالكتاب والسنة, 62/1, الحديث: 174- (35), المكتب الإسلامي)

[44] حوالہ گذر چکا۔

[45] (سنن الترمذی, كتاب الامثال, باب ماجاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة, 137/5, الحديث: 2863, المكتبة العصرية)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جس کا کچھ بیان نہ ہوا ہو نہ حلال ہونے کا نہ حرام تو معافی میں ہے۔

اسی لئے قرآن کریم نے حرام عورتوں کا ذکر فرما کر فرمایا: وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ ۔ (پارہ۵، سورۃالنساء، آیت ۲۴)

ترجمہ: اوران کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں۔

فرمایا: وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ ۔ (پارہ۸، سورۃالانعام، آیت ۱۱۹)

ترجمہ: وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔

یعنی حلال چیزوں کی تفصیل کی ضرورت نہیں تمام چیزیں ہی حلال ہیں۔ہاں چند محرمات ہیں جن کی تفصیل بتادی۔

احادیث شریفہ: مشکوۃ شریف میں ہے:

الْحَلاَلُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ[46]

یعنی حلال وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے خاموشی فرمائی وہ معاف۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چیزیں تین طرح کی ہیں۔

(۱) ایک وہ جن کا حلال ہونا صراحتاً قرآن مجید میں مذکور ہے۔

(۲) وہ جن کی حرمت صراحتاً آگئی۔

(۳) وہ جن سے خاموشی فرمائی یہ معاف ہے۔

شامی جلد اول، کتاب الطھارۃ بحث تعریف سنت میں ہے۔

الْمُخْتَارَ أَنَّ الْأَصْلَ الْإِبَاحَةُ عِنْدَ الْجُمْهُورِ مِنْ الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ [47]

جمہور حنفی اور شافعی کے نزدیک یہ ہی مسئلہ ہے کہ اصل مباح ہوتا ہے اس کی تفسیر خازن وروح البیان اور تفسیر خزائن العرفان وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے کہ ہر چیز میں اصل یہ ہی ہے کہ وہ مباح ہے ممانعت سے ناجائز ہوگی۔جو بعض لوگ اہل سنت پوچھتے ہیں کہ اچھا بتاؤ کہاں لکھا ہے کہ میلاد شریف کرنا جائز ہے یا حضور اکرم ﷺ نے یا صحابہ کرام یا تابعین تبع تابعین نے کب کیا تھا ان یہ ان کا دھوکہ ہے بلکہ اسی قاعدہ مذکورہ پر الٹا ہمارا ان سے سوال ہے کہ معمولاتِ اہل سنت کو جو تم ناجائز کہتے ہو اس کی تمہارے پاس کون سی دلیل ہے صرف بدعت کہہ دینا کافی نہیں۔ (جاء الحق بتغیر یسیر)

اس قاعدہ کی مزید تحقیق وتفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ "اصل الاشیاء اباحت ہے" دیکھئے۔

خاتمہ: ہر نئی بات بری نہیں ہے بلکہ بعض نئے امور اچھے ہوتے ہیں ان میں بدعت حسنہ بھی ہے اور اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوتا ہے ورنہ ان پر عمل کرنے کا کیا معنی۔

---

[46] (مشكاة المصابيح, كتاب الأطعمة, الفصل الاول, 1220/2, الحديث: 4228-(70), المكتب الإسلامي)

[47] (ردالمحتار, كتاب الطهارة, باب سنن الوضوء, 105/1, دار الفكر بيروت, الطبعة: الثانية, 1412هـ 1992م)

ازالہ وھم: عوام الناس کے ذہنوں میں یہ بات ذہن نشین کرائی جاتی ہے کہ بدعت بُرے کام کو کہتے ہیں اور بعض مولوی بھی دیدہ دانستہ اس مغالطے کا شکار ہیں وہ بھی صرف میلاد شریف یا جسے نبی وولی سے تعلق ہے۔

قاعدہ اسلامیہ: اس بات کو خوب ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ گناہ بہرحال گناہ ہے مگر بدعت وہ گناہ ہے جو شرعی اُصول کے خلاف ہو اگرچہ وہ کسی زمانہ میں ہو اگر وہ بدعت شرعی اُصول کے موافق ہو تو وہ بدعت حرام نہیں بلکہ عین اسلام ہے اس قاعدہ کو خود حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بیان فرمایا کہ:

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ[48]

یعنی جو ہمارے اس دین کے کسی امر میں ایسی بدعت نکالتا ہے جو اس دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

فائدہ: حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ارشادِ گرامی "مَا لَيْسَ مِنْهُ" کے اشارہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ بدعت حرام ہے جو اُصولِ اسلام کے خلاف ہو۔

اسی حدیث سے علماء کرام نے بدعت کی پانچ قسمیں بتائی ہیں۔

بدعت حسنہ وسیئہ کی اقسام

بدعتِ حسنہ تین قسم سے ہیں:

(۱) بدعت جائز (۲) بدعت مستحب (۳) بدعت واجب

بدعت سیئہ دو قسم سے ہے:

(۱) بدعت مکروہ (۲) بدعت حرام

مرقاۃ باب الاعتصام میں ہے:

الْبِدْعَةُ إِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَعَلُّمِ النَّحْوِ الخ وَكَتَدْوِينِ أُصُولِ الْفِقْهِ الخ . وَإِمَّا مُحَرَّمَةٌ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ الخ. وَإِمَّا مَنْدُوبَةٌ كَإِحْدَاثِ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ، وَكُلُّ إِحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ، وَكَالتَّرَاوِيحِ أَيْ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ الخ. وَإِمَّا مَكْرُوهَةٌ كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ الخ. إِمَّا مُبَاحَةٌ كَالْمُصَافَحَةِ عَقِيبَ الصُّبْحِ الخ وَالتَّوَسُّعُ فِي لَذَائِذِ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ[49]

یعنی بدعت یا تو واجب ہے جیسے کہ علم نحو کا سیکھنا اور اُصول فقہ کا جمع کرنا اور یا حرام ہے جیسے کہ جبریہ مذہب اور یا مستحب ہے جیسے کہ مسافر خانوں اور مدرسوں کا ایجاد کرنا اور وہ اچھی بات جو پہلے زمانہ میں نہ تھی اور جیسے عام جماعت سے تراویح پڑھنا اور یا مکروہ ہے جیسے کہ مسجدوں کو فخریہ زینت دینا اور یا جائز ہے جیسے فجر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور عمدہ عمدہ کھانوں اور شربتوں میں وسعت کرنا۔

تائید سلف صالحین: محدثین وفقہاء کرام کی عبارات حاضر ہیں جنہوں نے حدیث وقرآن کو سمجھ کر ہم تک اسلام پہونچایا۔

---

48 حوالہ گذر چکا۔

49 (مرقاة المصابيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، 223/1، دار الفكر، بيروت–لبنان، الطبعة: الأولى، 1422ھ 2002م)

(۱) حضرت الشیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا کہ

وَفِي الشَّرْعِ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (50)

یعنی اور شرع میں بدعت اس چیز کے شروع کرنے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں نہ تھی۔

(۲) حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں:

بدانکه هرچه پیدا شده بعد از پیغمبر صلي الله عليه وسلم بدعت ست (51)

یعنی جو کام حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد پیدا ہو وہ بدعت ہے۔

(۳) اشعۃ اللمعات باب الاعتصام زیر حدیث "وکل بدعۃ ضلالۃ" میں ہے:

و آنچه موافق اصول و قواعد سنت اوست وقیاس کرده شده است بران آن را بدعت حسنه گویند و آنچه مخالف آن باشد بدعت و ضلالت خوانند (52)

یعنی جو بدعت کہ اصول اور قوانین اور سنت کے موافق ہے اور اس سے قیاس کی ہوئی ہے اس کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں اور جو کہ اس کے خلاف ہے اس کو بدعتِ گمراہی کہتے ہیں۔

(۴) حضرت علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہٗ لکھتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ: هٰذِهِ الْأَحَادِيثُ مِنْ قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ، وَهُوَ أَنَّ كُلَّ مَنِ ابْتَدَعَ شَيْئًا مِنَ الشَّرِّ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُ مَنِ اقْتَدٰى بِهِ فِي ذٰلِكَ فَعَمِلَ مِثْلَ عَمَلِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (53)

یعنی علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے اسے قیامت تک کے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہو گا۔

(۵) شرح جواہر التوحید میں ہے کہ

ومن الجهلة من يجعل كل أمر لم يكن فى زمن الصحابة بدعة مذمومة وإن لم يقم دليل علي قبحة تمسكا بقوله عليه الصلاة والسلام (إياكم ومحدثات الأمور) ولا يعلمون أن المراد بذلک هو أن تجعل في الدين ماليس منه (54)

---

50) حوالہ گذر چکا۔

51) (اشعة للمعات ترجمه مشكاة شريف، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، 135/1، مطبع منشي نول كشور)

52) (اشعة للمعات ترجمه مشكاة شريف، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، 135/1، مطبع منشي نول كشور)

53) (ردالمحتار، مقدمة، 58/1، دار الفكر بيروت، الطبعة: الثانية، 1412هـ 1992م)

(شرح النووي علي مسلم، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب بيان إثم من سن القتل، 166/11، الحديث: 1677، دار إحياء التراث العربي – بيروت، الطبعة: الثانية، 1392)

54) (عمدة المريد لجوهرة التوحيد المسمى (الشرح الكبير)، التكفير، 1901/4، دار الكتب العلمية، بيروت)

یعنی بعض ایسے جاہل ہیں کہ ہر وہ فعل جو صحابہ کرام کے زمانہ میں نہ تھا اسے بدعت کہہ دیتے ہیں اور حدیث پڑھتے ہیں۔ ان جاہلوں کو مراد معلوم ہی نہیں جبکہ حضورِ اکرم ﷺ نے حدیث میں "ما لیس منه" کی قید لگائی ہے۔

فائده: اس عبارت میں مصنف "شرح جواہر التوحید" نے ہر بات پر بدعت بدعت کی رٹ لگانے والوں کو جاہل کہا ہے واقعی وہ ہیں بھی جاہل کہ صرف میلاد شریف وغیرہ تو بدعت اور دوسرے امور باوجود یہ کہ بدعت ہیں لیکن ان کو خاموشی کے ساتھ ہضم کیا جارہا ہے۔

(٦) مولانا عبد الحیٔ لکھنوی نے لکھا ہے:

ان البدعة مالم يكن فى القرون الثلاثة وإن لم يوجد له اصل من اصول الشرع[55]

یعنی بدعت وہ ہے جو قرونِ ثلاثہ میں نہ ہو اور نہ ہی اُصولِ اربعہ (قرآن وحدیث، اجماع وقیاس) میں اس کی اصل ملے۔

فائده: یہ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی وہی ہیں جنہیں بعض اہلِ عرب وعلمائے ہند چودھویں صدی کا مجدد مانتے ہیں ورنہ کم از کم مخالفین کے نزدیک محقق اور ثقہ و معتمد علیہ اور مستند ضرور ہیں جن کی تصانیف مدارسِ عربیہ میں پڑھی پڑھائی جاتی ہیں انہوں نے اس اسلامی قاعدہ کی تحقیق میں عربی میں کتاب اقامة الحجة لکھی ہے۔

(٧) مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی کی کتاب مائۃ مسائل، صفحہ ٩٢ میں ہے:

بدعت حسنہ بوقت من الاوقات محدود نہیں بلکہ حدیث پاک "من سن سنة" کی رو سے تا قیامت غیر محدود ہے۔

فائده: مولوی محمد اسحاق کا فرمودہ تو اور زیادہ مستند ہے اس لئے کہ یہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے نواسے اور بقول مخالفین علمائے عرب و عجم کے استاذ الاساتذہ اور نہایت مستند اور ثقہ عالم دین ہیں۔ انہوں نے بھی اس قاعدہ اسلامیہ اور بدعت حسنہ کے جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

قاعده نبويه: صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم[56]

یعنی جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور ان کا بھی جو کہ اس پر عمل کریں گے اور ان کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا۔

فائده: حضورِ اکرم ﷺ کے ارشاد فرمودہ اسی ضابطہ کے لئے نہ زمانہ کی قید ہے اور نہ ہی اشخاص اور مجتہدین کے اجتہاد کی ضرورت البتہ ان اُصولوں کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہوگا جو ائمہ دین مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث کے مطابق تیار فرمائے۔

قاعده اسلام الى يوم القيام: دین کے لئے مفید ہوں تو انہیں عمل میں لانا اسلام کے عین مطابق ہے بشرطیکہ وہ امور احادیث صحیحہ کو مٹانے کا سبب نہ بنیں وہ نئے امور خیر القرون میں ایجاد کئے جائیں یا بعد کو۔

---

[55] (إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة. للإمام محمد عبد الحي اللكنوي. ص46. مجلس احياء كتب التراث الاسلامي، 1994)

[56] (مشكاة المصابيح. كتاب العلم. الفصل الاول. 73/1. الحديث: 210- (13). المكتب الإسلامي)

بدعتِ صدیقی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: حضوراکرم ﷺ قرآنِ مجید کو غیر مرتب چھوڑ گئے۔ شیخین یعنی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے اسے مرتب فرمایا اگرچہ اس پر بھی بدعت ہونے کا اعتراض اُٹھا لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مذکورہ بالا ضابطہ پیش کر کے قرآن مجید کو مجمع صحابہ کی موجودگی میں مرتب فرمایا۔

بدعتِ فاروقی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس تراویح کا موجودہ طریقہ ایجاد فرما کر کہا "نعمت البدعۃ ھذہ" یہ کیسی اچھی بدعت ہے۔

بدعتِ عثمانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے چند ایام تک جمعہ سے قبل اذان ہوتی رہی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ کی ضرورت محسوس فرما کر ایک اور ایجاد فرمائی جو آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

بدعتِ علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: علم نحو کی بنیاد اور نحوی قواعد کا آغاز ابوالاسود دوائلی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے کیا۔ آج تک ہم نحو کے فن کو ضروریاتِ دین سے سمجھتے ہیں۔

ایک شہر میں دو عیدوں کی بدعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری فرمائی۔

منہاج السنہ میں ہے کہ "احدث علی بن ابی طالب" [57] یہ بدعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی حالانکہ حضوراکرم ﷺ اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ تک ایک شہر میں صرف ایک عید پڑھائی جاتی تھی لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس جاری کردہ بدعت (حسنہ) پر تاحال عمل جاری ہے۔

بدعتِ انس صحابی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ: حضوراکرم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام سے جماعتِ ثانیہ کا ثبوت نہیں ملتا (حالانکہ ملتا ہے) البتہ جماعت ثانیہ کے لئے جدید اذان واقامت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس معنی پر یہ بدعت حسنہ از انس صحابی ثابت ہوئی۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "جماعت ثانیہ کا ثبوت"۔

بہیئت کذائیہ وعظ وتذکیر بھی بدعت ہے جیسا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ بدعت کب سے رائج ہے آپ نے فرمایا "فِي خِلاَفَةِ عُثْمَانَ" بعض نے کہا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں یہ بدعت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاری کی۔ بہت سے امور کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بدعت کہہ دیتے تھے حالانکہ وہ بدعت نہیں۔

بسم اللّٰہ نماز میں جھراً پڑھنا: حضرت عبداللہ بن مفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز میں بسم اللہ پڑھی تو اس میں الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی تو مجھے میرے والد نے فرمایا "أي بني ! محدث" بیٹے یہ بدعت ہے۔ [58] (اقامة الحجة)

---

[57] (منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة والقدرية، 314/3، دار الكتب العلمية، بيروت)

[58] (إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة، ص39، مجلس احياء كتب التراث الاسلامي، 1994)

فائدہ: دیکھئے صحابی نے بسم اللہ کو بدعت کہہ دیا بیس تراویح کو خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**نعمت البدعۃ**" (یہ کیسی اچھی بدعت ہے) کہا حالانکہ بیس تراویح بدعت نہیں۔

وہ اس لئے کہ تراویح اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے لیکن بہیئت کذائیہ (مروجہ طریقہ) سے ثابت نہیں۔

بدعت سیئہ: ہم نے جو قاعدہ بیان کیا اس کی مثالیں بھی پیش کیں۔ اب بدعاتِ سیئہ کو دیکھئے تا کہ ہمارے قاعدہ کو اچھی طرح سمجھا جا سکے اور معلوم ہوسکے کہ بدعت سیئہ خواہ خیر القرون میں ہو تو بھی حرام ہے اور بدعتِ حسنہ قابل قبول ہے خواہ ہزاروں سال بعد کو ظاہر ہو۔

خطبہ قبل صلوٰۃ العیدین [59](بخاری)

یہ بدعت مروان نے جاری کی تو اسے صحابہ کرام نے ٹھکرا دیا اس لئے کہ یہ بدعت احادیث صحیحہ کے منافی ہے۔

رفع الیدین للدعاء فی خطبۃ الجمعہ[60](مسلم)

خطبہ کے وقت دعا کے لئے ہاتھ اُٹھانا یہ بدعت بشر بن مروان نے نکالی۔

ہر نماز کے بعد بلاوجہ سجدہ سہو کرنا۔

جمعہ میں ترقیہ یعنی منبر پر چڑھتے وقت السلام علیکم کہنا۔

عربی کے علاوہ پنجابی اردو وغیرہ میں جمعہ کا خطبہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

---

[59] بخاري شريف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيدُ أَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَنِي فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

(صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب الخروج إلى المصلى بغير منبر، 326/1، الحديث:913، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414ھ/1993م)

مسلم شريف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: أَوَّلُ مَنْ بَدَأَ بِالْخُطْبَةِ يَوْمَ الْعِيدِ قَبْلَ الصَّلَاةِ مَرْوَانُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ الصَّلَاةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ

(صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن النهي عن المنكر من الإيمان وأن الإيمان يزيد وينقص، 69/1، الحديث: 49-(70)، دار إحياء الكتب العربية)

[60] مسلم شريف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: قال رأى بشر بن مروان على المنبر رافعا يديه

(صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب تخفيف الصلاة والخطبة، 596/2، الحديث: 1443-(874)، دار إحياء الكتب العربية)

نسائي شريف میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے: أن بشر بن مروان رفع يديه يوم الجمعة على المنبر

(سنن النسائي، كتاب الجمعة، باب الإشارة في الخطبة، 108/3، الحديث: 1412، مكتب المطبوعات الإسلامية، سنة النشر: 1414ھ/1994م)